اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہو

نمبر ۶ — مطبوعہ ۵ فروری سنہ ۱۸۹۱ء بروز پنجشنبہ — جلد ۱۹

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے۔ [illegible]

ایضاً بیرونجات سے معہ محصولڈاک۔ [illegible]

دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی۔ [illegible]

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دیجائیگی۔ ہر حالت میں قیمت پیشگی لیجائیگی۔

ایڈیٹوریل

"اے ہمارے باپ"

اسمیں شک نہیں کہ مذہب عیسوی کے علاوہ دنیا کے اکثر مذہبوں میں خدا کے بہت سے ذاتی و صفاتی نام پائے جاتے ہیں اور انکی دینی کتابوں میں بھی خدا تعالی کے اکثر نام لکھے ہوئے موجود ہیں۔ مسلمانوں میں خدا کے ننانوے یعنی ننانویں نام عربی زبان میں ایک وظیفہ کی کتاب موسومہ بہ جوشن کبیر میں ترتیب وار لکھے ہوئے ہیں جنہیں وے بطور وظیفہ روز مرہ پڑھتے ہیں۔ اکثر نام اپنے معتقدوں اور شاگردوں کو انکے ہادیوں اور اُستادوں نے خاص طور پر تعلیم کئے ہیں جنہیں وے اسم اعظم سمجھتے اور بعض نام کے ورد و وظیفہ میں ایک مخصوص تاثیر و طاقت کے معتقد ہیں۔ محمدیوں میں یہہ خیال بیشتر پایا جاتا ہے۔ لیکن یہہ ایک محض وہم و خیال ہے کہ فلاں اسم کو ہر روز فلاں وقت و مقام میں فلاں طور و طریقہ سے سو یا پانسو یا ہزار دفعہ پڑھو اور یہہ یا وہ مراد و مطلب حاصل ہوگا۔ ہم نے مسلمانوں کی اکثر کتابوں کو ان اسمیات کی تعریف و توصیف اور ترکیب و فواید سے بھرا ہوا پایا اور آزمایا مگر بجز دعوے اس وادعا کے کچھ نہ دیکھا۔ مختلف مذاہب کے معلموں میں سے کسی نے یہہ پیارا نام جو عنوان میں لکھا گیا اپنے پیروں کو کبھی نہیں سکھلایا ہے نہ خود انکے ذہن میں کبھی آیا کیونکہ انہوں نے لے پالک ہونیکی روح نہ پائی جس سے وے ابا یعنی اے باپ کہہ سکتے۔ لیکن اس معلم یکتا نے جو آسمان سے اُترا تھا کل بنی آدم کو یہہ شرف بخشا اور سکھلایا کہ وے خدا کو "اے باپ" کہکے پکارتے ہیں اور جو کچھ تاثیر اس نام میں ہے محتاج بیان نہیں۔ باپ کی محبت کا بیان جو کلام مقدس میں پایا جاتا کون اسکی انتہا تک پہنچ سکتا ہے۔ یوحنا رسول اپنے پہلے خط میں ان الفاظ کا استعمال کرتا اور کہتا ہے "دیکھو کیسی محبت باپ نے ہم سے کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلاویں"۔ خدا ایمانداروں کا باپ ہے اور وے بلا تکلف کہہ سکتے "اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے"۔ خدا کی ابوّت محبت کی مقتضی ہے۔ ہم خدا کی بابت خیال کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارا پیدا کرنیوالا۔ رحیم۔ حافظ و نگہبان ہے۔ باوجود اس سب کے ہم اپنی نسبت اُسکی محبت کو جاننے میں قاصر رہتے ہیں۔ کمہار مٹی کے برتن کا بنانیوالا ہے لیکن وہ اپنی بنائی ہوئی چیز سے اسقدر محبت نہیں رکھتا۔ بعض اوقات حاکم ایک مجرم کے اوپر رحیم ہوکر معافی بخشتا لیکن وہ مجرم کے ساتھ اور زیادہ محبت نہیں کرتا۔ ایک سپاہی کسی قیدی کا حافظ و نگہبان مقرر کیا جاتا تو بھی وہ قیدی کو محبوب و عزیز نہیں جانتا۔ لیکن خدا اپنے لوگوں کا اس معنی میں جو اس نام کے ہیں باپ ہے۔ جس میں خدا کی محبت کے اظہارات سے معمور و

بھرپور ہی۔ اسمیں ہی صرف خدا اپنی حقیقی محبت کو اپنے لوگوں کے ساتھ ایسی مثالوں سے ظاہر کرتا ہی جو اُس آدمی کی سمجھ میں جسنے اس محبت کا کچھ مذاق حاصل نہ کیا ہو خدا کی نسبت حقیر معلوم ہونگی اور بیساختہ اُسکی زبان سے نکلیگا کہ خدا کا اپنے کو ایسی ناچیز مخلوقات سے تشبیہ دینا اُس کے جلال اور عظمت کے لایق نہیں۔ مثلاً خدا اپنے کو عقاب سے تشبیہ دیتا کہ "جیسے عقاب اپنے گھونسلے کو ہلاتا ہی اور اپنے بچوں کے اوپر پھڑپھڑاتا ہی اور اپنے بازو کو پھیلا کے اُنہیں لیتا ہی اور اپنے پروں پر اُنہیں اُٹھاتا ہی اُسیطرح فقط خداوند ہی نے اُسکی رہبری کی اور اُسکے ساتھ کوئی اجنبی معبود نہ تھا" استثنا ۳۲: ۱۱، ۱۲ پھر خداوند مرغی سے اپنی مثال دیتا اور فرماتا "مینے کتنی بار چاہا کہ تیرے لڑکوں کو جسطرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے اکٹھے کرتی ہی جمع کروں پر تمنے نہ چاہا" متی ۲۳: ۳۷۔ پھر وہ اپنے کو دودھ پلانے والی عورت سے مشابہ کرتا اور فرماتا "کیا ہو سکتا ہی کہ کوئی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جاے اور اپنے رحم کے فرزند پر ترس نہ کھاوے؟ ہاں وہ شاید بھول جاے پر میں تجھے نہ بھولونگا" یسعیاہ ۴۹: ۱۵۔ وہ اپنے کو مرد سے تشبیہ دیتا اور فرماتا "تم نے دیکھا کہ کیونکر خداوند تمہارے خدا نے جیسا مرد اپنے لڑکوں کو لئے پھرتا ہی تمکو اُس سارے راستے میں جسمیں تم چلے آے اُٹھایا کیا یہانتک کہ تم اس جگہ آپہنچے" استثنا ۱: ۳۱ جب ہم ایسی مثالوں کو جو الہی محبت کے اظہار میں کلام مقدس میں بکثرت پائی جاتی ہیں پڑھتے تو تعجب سے بھر جاتے۔ خاکی کیڑوں پر اسقدر اُسکی محبت اور پیار کا ظاہر ہونا کیسی عجیب بات ہی! سچ مچ "خدا نے اس جہان کو ایسا پیار کیا ہو کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اسپر ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے" یوحنا ۳: ۱۶۔ کیا ایسی محبت الہی کی مثالیں اور باتیں بجز بیبل اور دین مسیحی کے اور کسی کتاب و مذہب میں پا سکتے ہیں؟ ✤

کتاب مشکوۃ المصابیح کے باب دخول مکہ و

طواف صفحہ ۲۱۵ میں ابن عباس سے یوں روایت ہی۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھو اشد بیاضاً من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم رواہ احمد والترمذی وقال ھذا الحدیث حسن صحیح۔ یعنی کہا ابن عباس نے کہ کہا رسول اللہ صلعم نے کہ اترا حجر اسود بہشت سے اور وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پس سیاہ کر دیا اسکو بنی آدم کے گناہوں نے۔ روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہی۔ اب ہم اُن محمدی صاحبوں سے جو مسیح کی کفارہ آمیز موت اور تکلیفات پر جسپر ایمان لانیوالے اپنے گناہوں سے رہائی اور معافی و نجات حاصل کرینگے ہیں۔ اعتراض کرتے اور کہتے ہیں کہ یہہ بات سراسر عقل و انصاف کے برخلاف ہی کہ گناہ تو کرے کوئی اور سزا کسی دوسرے کو دیجاے۔ دریافت کرتے ہیں کہ یہہ کیونکر ممکن ہی کہ گناہ تو کریں بنی آدم اور بیچارہ سفید بہشتی پتھر اُنکے گناہوں کے سبب کالا ہو جاے؟ پس اس مسئلہ نقلیہ کا ثبوت محمدی صاحبان کونسی عقلی دلیل سے کرتے ہیں ✤

اخبار عام

مطبوعہ ۲۰ جنوری میں کسی "خیرخواہ قوم آریہ" نے آریہ سماج لودیانہ کے سالانہ جلسہ میں بعض لڑکیوں کے شامل ہونے اور دو لڑکیاں وغیرہ سنا کر انعام حاصل کرنے پر اعتراض کیا ہی اور لکھا ہی کہ "افسوس کا مقام ہی کہ لڑکیوں کو مردوں میں جانیکی اجازت دیجاے اس سے آیندہ کے لئے عمدہ نتایج نہیں دیکھتے" تعجب کی بات ہی۔ کہ خیرخواہ آریہ قوم ہو کر پھر بھی ایک ایسے امر پر معترض ہیں کہ جو قوم کی ترقی و شایستگی کا باعث ہی جس قوم میں عبادتی اور دینی جلسوں میں سے مستورات کو علیحدہ رکھا جاے اور اُن مفید باتوں اور مضامین کے سننے سے اُنہیں محروم کیا جاے وہ قوم علمی و اخلاقی امور میں کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ معلوم ہوتا ہی کہ معترض صاحب کوئی پُرانے خیال کے آدمی ہیں ورنہ کبھی اس عمدہ نمونہ سے مخالفت نہ کرتے۔ یقین ہی کہ ترقی پذیر آریہ سماج کے ممبر ایسے معترضوں کی بات کو ہرگز خاطر میں نہ لاینگے ✤

رفیع الاخبار

بنارس بحوالہ اکمل الاخبار دہلی لکھتا ہی کہ "شہر دہلی میں آجکل پادریوں نے بہت شور مچا رکھا تھا اس باعث مولوی عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی نے چند پادریوں سے خوب خوب بحثیں کیں جنکی چُست تقریروں کا جواب بڑے بڑے پادریوں سے بھی چل نہ سکا۔ اسبات کو دیکھکر چند عیسائی جو کہ پادریوں کے بہکانے سے عیسائی ہو گئے تھے پھر دین اسلام سے مشرف ہوئے" ہم نہیں جانتے کہ اس بیان میں کہانتک صداقت ہی اور وہ کونسی چست تقریریں ہونگی جنکا جواب بڑے بڑے پادریوں سے نہ چل سکا ہم نے پچیس چھبیس برس کے تجربہ سے یہہ ہی معلوم کیا کہ مولوی لوگ باوجود معقول جواب عیسائیوں کیطرف سے ملنے کے بھی قایل ہونا نہیں چاہتے اور بار بار اُنہیں پُرانی بے معنی باتوں کو بحث میں پیش کیا کرتے ہیں جنکے معقول و مدلل جوابات لکھے اور دیئے گئے ہیں۔ اور یوں تو ایک منہہ زور جاہل مسلمان کا لڑکا بھی بوقت منادی پادری صاحبان کو اپنی ضدی باتوں سے دق کر کے اپنے محلہ میں جا کر کہہ سکتا ہی۔ کہ اُنکی ایک تقریر کا بھی جواب پادریوں سے نہ بن پڑا۔ مسلمان اخبار نویس ایسی باتوں سے اپنا دل خوش کر لیتے اور خواہ مخواہ کی فوقیت ظاہر کرتے ہیں ✤

ہندوستان کے ایام رحم

واچمین لکھتا ہی کہ مسٹر پینٹیکوسٹ۔ وشروڈ۔ ہامنڈ سنتھ۔ کین۔ ڈ۔ ڈفلی صاحبان معزز مسیحی کارگذاروں کی جو

سب کے سب ہیں جو سم سرا میں ہندوستان میں اُن سبھوں کے ہاتھوں کو مضبوط کرنیکے لئے جو اس ملک کی بہتری کے خواہاں ہیں کیا ہی ایک عمدہ کہکشان ہے۔ یقیناً یہہ ایک نزول فضل کا زمانہ ہے۔ ملکی برکات کے ابر محیط ہیں۔ کیا ہمیں خدا سے انتظار ہی نہیں کرنا چاہئے کہ ایک لاکھ جانوں کی فصل تیار ہو اور ہم اس مقصد کے لئے کام اور دعا میں مشغول ہوں؟ خدا نے اپنی فوج کو یہاں بھیجا ہے۔ کیا ہم خدا کے ہم خدمت ہونگے اور اُسکی نجات لوگوں کے اوپر دیکھینگے؟

عہد جدید کی صحت کا بیان

ہم دلیل کی اس سیڑھی پر بوجہ اسکی قدر و ضرورت کے قدرے طویل بیان کرنیکے لئے معافی چاہتے ہیں شاید اگر ہم اس مقدمہ پر اسطرح نظر کریں جیسا ذیل میں بیان ہوگا تو ہم اُسکی طاقت اور زیادہ صفائی سے معلوم کرسکتے ہیں۔ آؤ ہم ایک سو پچاس برس سے شروع کریں۔ ہم نے فی الحال ملاحظہ کیا ہے کہ کلیسیا نے بکمال یقین ہمارے عہد جدید کی تمام کتابوں کو اُس تاریخ پر قبول کیا تھا۔ لیکن کلیسیا کے وے ممبر جو بکثرت سنہ ۱۵۰ء میں زندہ رہے تھے اُن میں سے اکثر سنہ ۱۴۹ء میں زندہ تھے پس سنہ ۱۵۰ء کی متواتر کلیسیا کی گواہی سنہ ۱۴۹ء کے لئے مضبوط اور صحیح ہے پھر ۱۴۹ء کی کلیسیا سنہ ۱۴۸ء سنہ ۱۴۷ء سنہ ۱۴۶ء سنہ ۱۴۵ء کی متواتر کلیسیا ہے ایسا کہ سنہ ۱۴۹ء کی کلیسیا کی گواہی سنہ ۱۴۵ء کیلئے صحیح و مضبوط ہے لیکن سنہ ۱۴۵ء کی کلیسیا کے ممبروں کی تعداد کثیر ۱۴۰ میں زندہ تھی ایسا کہ ۱۴۵ کی کلیسیا کی گواہی ۱۴۰ کیلئے صحیح اور مضبوط ہے۔ یعنی ۱۴۰ کی کلیسیا نے حقیقتاً اسی عہد جدید کو قبول کیا جسکو سنہ ۱۴۵ء اور ۱۵۰ کی کلیسیا نے قبول کیا تھا پھر سنہ ۱۳۰ء کی کلیسیا کے ممبروں کی تعداد کثیر سنہ ۱۳۵ء میں شریک کلیسیا تھی اسلئے اُنکی گواہی اس تاریخ کے لئے مضبوط اور صحیح ہے اور دلالت کرتی ہے کہ اس کلیسیا نے انہیں مقدس کتابوں کو قبول کیا۔ یوں برس سے برس تک سب کلیسیا کے جاندار تواتر کے ہم رسولی زمانہ تک واپس پہنچتے ہیں۔ اور علی تر تحقیق کے ساتھ جو تواریخی شہادت میں ممکن ہے ہم فیصل کرتے ہیں کہ عہد جدید کی کتابیں رسولی زمانہ کی اصلی تصنیفات ہیں۔ کلیسیا کی زندگی میں کہیں کوئی شکست نہیں ہے گویا کہ اُسکے ممبر کسی ایک ہی تاریخ میں سب کے سب مر گئے ہوں۔ اور بعد ایک کلی شگاف کے کلیسیا کسی طور سے از سر نو قایم ہوئی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس حالت میں یہہ دلیل ایسی مضبوط نہ ہوتی لیکن بیقین کامل یہہ تواتر بلا شکست ہے۔ کسی مذکورہ سال کے ممبروں کی تعداد کثیر چند اگلے یا پچھلے برسوں میں داخل ہوتی بلکہ کبھی ایک اگلے اور پچھلے برسوں کی کلیسیا کا ایک اصلی حصّہ بناتی ہے ایسا کہ مقدس کتابیں غیر شکستہ وراثت سے دست بدست پہنچائی جاویں۔

یہہ زندہ تواتر یعنی ایک سال کے ممبروں کی تعداد کثیر ایک جانب اُنسے جو فوت ہوتے اور دوسری جانب اُنسے جو اُسی سال میں داخل ہوتے ہیں شامل ہو کر اس امر کو ناممکن کرتی ہے کہ کوئی کتاب جو ایک بار مقبول ہو چکی ہے گم یا نامقبول ہو سکے اور ایک نئی اور جعلی کتاب چوری سے داخل کیجائے۔ اگر ہم صرف اس بات پر غور کریں کہ ایسا ماجرا آجکلے زمانہ میں کیسا مطلق غیر ممکن ہے تو سمجھ سکینگے کہ اسوقت بھی ضرور وہ کلیسیا ناممکن تھا۔ اور جو امر اس دلیل کو اور بھی زیادہ مضبوط کرتا وہ یہہ ہے کہ نہایت مخالف نکتہ چینوں کی سرگرم تلاش بھی یہہ بتلانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوئی کہ رسولی زمانہ کے بعد کونسی تاریخ یا مقام اور کیفیتیں ہیں جنمیں عہد جدید کی کوئی کتاب جعلی بنائی گئی اور اصل کی مانند فریب سے کلیسیا کو دی گئی اور آخر کار مقدس کتابوں کی فہرست میں مندرج ہوئی ہے۔

شاید یہہ بات پڑھنے والے کو اس دلیل کی طاقت زیادہ صفائی اور تیزی سے معلوم کرنے میں مدد کرسکیگی اگر ہم ارسطو کی پچھلی تصنیفات کی حالت مثلاً پیش کریں۔ جیسا کہ ہر ایک شخص واقف ہے وہ بہتیرا ایک سے جلد قدما سے بڑھکر نہایت اعلیٰ فیلسوف تھا۔ اسکی تصنیفات جو ایک مضبوط اور خاص عبارت میں لکھی گئی ہیں اُس کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد دُنیا کی نظر سے بالکل غائب ہو گئیں۔ نیلیوس نام ایک شخص اُنہیں اتھین سے ایشیائے کوچک میں لے گیا تھا۔ وہ شخص مر گیا اور وے قلمی نسخے اُسکے خاندان کے قبضہ میں رہے۔ لیکن جب پرگامس کے بادشاہوں نے اپنے مشہور کتب خانہ کو فراہم کرنا شروع کیا اور اس کام کے لئے ہر کہیں کتابیں جمع کرتے تھے تو نیلیوس کے خاندان نے بخوف اپنے قیمتی خزانہ کو کھو دینے کے اُن قلمی نسخوں کو ایک تہہ خانہ میں چھپا دیا۔ وے ڈیڑھ سو برس کے عرصہ تک وہاں پڑے رہے جسمیں دُنیا اُنکو بالکل بھول گئی یا اُنہیں گمشدہ جانا۔ لیکن جب وے پھر پائی گئیں تو عالم لوگوں کو مختلف وجہوں سے اس یقینی نتیجہ تک پہنچنے میں کہ وے ارسطو کی اصل تصنیفات ہیں کوئی اشکل واقع نہ ہوئی حالانکہ وے ڈیڑھ سو برس تک نگاہ سے چھپی رہی تھیں۔ اب پس اگر عالم لوگ ارسطو کی تصنیفات کی نسبت جو ڈیڑھ سو برس تک بالکل غائب ہو گئی تھیں ایسا یقین حاصل کرسکے تو ہم دوسری صدی کے دوسرے نصف میں کلیسیا کی گواہی پر عہد جدید کی اصلیت کی نسبت زیادہ تر اعتبار کرسکتے ہیں جب ہم خیال کرتے ہیں کہ یہہ گواہی صرف قریب اسّی برس تک واپس جاتی ہے اور کہ مقدس کتابیں ارسطو کی کتابوں کی مانند نظر سے باہر مدفون نہیں تھیں لیکن خداوند کے روز تمام کلیسیا کے درمیان شمال جنوب پورب اور پچھم میں ایمانداروں کی جماعتوں میں علانیہ پڑھی جاتی تھیں۔

(باقی آئندہ)

مُراسلہ

شبدیز خامہ گرم ہو میدان نعت میں
کیوں سُست ہو گئی تیری رفتار آجکل

ہا ہا! کیا شعر ہی کہ اگر عشاق غفلت ایک مرتبہ سُن لیں تو وہیں بی غفلت کو صلواتیں سُناتے۔ چل دور ہو دار تجھہ پر پھٹکار دھو لیں جاتے کوئے عبودیت کیطرف چل نکلیں۔ وادی ضلالت میں لمبی تان کر سونیوالوں کے کان تک اگر یہہ صدائے برخیز برخیز پہنچ جائے تو فوراً گھبرا کر اُٹھ بیٹھیں۔ خوف خدا کا رہا سہا سرمایہ سنبھال مسلک حق پرستی پر قدم دھر چلیں۔ واقعی سوتوں کو جگانے کی آواز۔ مدحت طرازان اوصاف ربی کا دستار۔ توسن طبع کی سُست رفتاری کے حق میں تازیانہ۔ مملکت کلام میں زر معنی کا خزانہ۔ نغمہ سرائے ذات بے ہمتا۔ سلک سخنوری کا دُر یکتا ہی۔ کون ہی جو اسکو ایک مرتبہ پڑھے اور کاہل الوجودی کی جان کو نذر دے بیٹھے۔ کون ہی جو اس قاتل سُست مزاجی کو ایک نظر دیکھے اور غفلت شعاری کے خون سے ہاتھ نہ رنگے۔ میں ہیچمدان۔ چھوٹا منہہ بڑی بات کہاں تک اسکے وصف بیان کروں۔ ڈر بھی رہنے ہاتھ دکھا رہا ہی۔ کہ مبادا ناظرین باتمکین تعریف کو حد سے زیادہ سمجھکر بیجا کہیں اخبار ہنی سطروں کی انگلیوں سے انگشت نمائی کریں۔ پر تو بھی طبیعت نہیں رُکتی جی یہی چاہتا ہی کہ لکھتا ہی جاؤں اور کیوں رُکے اگر کسی ایسے کا کلام ہوتا جنکے تیغ ابرو سے جان و دل کٹے ہوتے۔ تیر مژگاں کے پھل کھائے ہوتے۔ یا سیم تنوں کے ناز و ادا کو اپنا بت بنایا ہوتا۔ شعلہ رووں کی گرمی حسن سے جی جان جلایا ہوتا۔ تب تو میں چپ رہتا لیکن یہہ عندلیب روشن ضمیر جس گل کی مدح سرائی میں نغمہ پرداز ہی وہ باغ حقیقت کا گل ہی۔ اس ممدوح کے مداح کی شان میں جو کچھ کہیں سو بجا ہی۔ سچ ہی۔

بھلا نسبت ہی کب مداح عیسیٰ کو نظامی سے
نہیں ہمرتبہ جامی ترے ادنیٰ غزلخواں کا

جونہیں عنوان کا شعر نظر سے گذرا طبیعت لہرائی۔ دریائے فکر جوش زن ہوا۔ وہ تاثیر پیدا ہوئی جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ مضمون کے فکر میں تھا۔ کبھی کچھہ سوچتا تھا کبھی کچھہ سوچتا تھا آخر غزل پڑھتے پڑھتے آخری شعر تک پہنچا۔ لکھا تھا:۔

خطرات راہِ ملکِ بقا ہیچ ہیں سفیر
ہی روح پاک اپنا مددگار آجکل

مقطع کا شعر پڑھتے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔ فرحت و انبساط کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ شجر مراد پھلا پھولا دکھائی دیا تو بلبل زبان یوں چہکا۔ ای نونہال گلشن عالم۔ میں اور تیری ہری بھری ٹہنیوں میں میرا آشیانہ ہو۔ میں نے کہاں ایسی نغمہ سرائی کی جسکے صلہ میں اس سرفرازی کے لائق ٹھہرا میں تو کچھہ بھی نہیں۔ ہاں میں جانتا ہوں یہہ میری خوبی کا نتیجہ نہیں یہہ تیرا خاصہ ہی کہ ہم ایسے بے برگ و بے پر کو پناہ دے اتنی مہربانی اور بھی کر۔

زبانم با ستایش پیشہ گرداں
ضمیرم را سپاس اندیشہ گرداں

اب اپنے نرم نرم پتوں کو اور پھیلا اور مجھے انہیں چھپا مبادا صیاد شیطنت خار کھائے اور مجھے دام بلا میں پھنسائے بیٹھا ہوا یوں دعا و سپاس کی ترانیاں پڑھ رہا تھا۔ حمد و ثنا کے گیت گا رہا تھا کہ یکایک دوسری جانب آنکھ جا پڑی دیکھا تو کیفیت دگرگوں نظر آئی۔ ایک عالم کا عالم جمع ہی۔ حالت سے پریشانی برستی ہی۔ صورتوں سے پشیمانی ٹپکتی ہی۔ ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے سب کے سب حیرت و یاس میں ڈوبے ہوئے۔ افسردہ خاطر ملول مغموم اور ہر ایک کی زبان پر "ہائے افعال مذموم" تھا عجب حالت تھی نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے پر مارے ڈر کے پاؤں شل ہوئے جاتے تھے رونے پیٹنے کا بازار گرم تھا بکا و بین کا شور بلند تھا۔ کوئی چھاتی پیٹتا اور بال نوچتا تھا کوئی ندامت سے گردن جھکائے اپنی حالت زار پر سوچتا تھا غرضیکہ ہر کوئی اپنی شامت اعمال پر گریاں و نالاں اور اپنے حال بد پر ماتم کناں تھا۔ غور سے سُنا تو چند ایک کو یہہ کہتے پایا افسوس صد افسوس ہم یہہ نہیں کہہ سکتے:۔

خطرات راہِ ملکِ بقا ہیچ ہیں سفیر
ہی روح پاک اپنا مددگار آجکل

کس کس خطرہ کی جان کو روئیں۔ سب سے پہلے کوئی اس بلائے عظیم موت کے ہاتھوں سے تو بچ نکلے۔ اس بلائے خون آشام سے کیونکر چھٹکارا ہوگا۔ کون ہمیں اسکے چنگل سے چھڑائیگا۔ ہائے کس مصیبت کا سامنا آن پڑا۔ بُرے ڈھب چھپے کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ سخنوران انگلستان نے جو اپنے رنگا رنگ الفاظ اور بوقلمون محاورات سے اس قہر خدا کی تصویر کھینچی ہی وہ خون رُلاتی ہی۔ دیکھتے ہی ہیبت سی چھا جاتی ہی۔ رنگ سیاہ ہی۔ بدن پر گوشت کا نام نہیں۔ دانت نکلے ہوئے۔ قد وہ لمبا کہ الٰہی پناہ۔ ہاتھ میں کئی من کا ایسا گرز کہ اگر ایک وار چل جائے تو ہڈیاں پسکر سرمہ بن جائیں۔ اس ہاتھ کو اُٹھائے ایک قدم آگے دوسرا پیچھے ہٹائے اپنے نشانہ کے سر پر یوں ڈٹی کھڑی ہی کہ گویا اب مارا اب مارا۔ آج اُسے آنکھوں دیکھتے ہیں۔ چاہیے اس تصویر سے لاکھہ بھیانک اور مہیب کھینچکر کوئی اور دکھائے لیکن موت کے خیال کو اُس سے جدا کر دیکھئے کیا مجال جو ایک بال تک بھی کانپے۔ یہہ حالت دیکھکر طبیعت اُمڈ آئی دریائے تاسف طغیانی پر ہوا۔ رنج کے بھنور میں غوطے کھانے لگا۔ نوحہ غم کے تھپیڑے سہنے لگا۔ ایسے ایسے خیالوں میں مستغرق ہی تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے ناداں! تیرا مرغ دل کیوں دام افسوس میں گرفتار ہو کر پھڑک رہا ہی۔ اُٹھہ

سکتہ کے عالم میں ہے۔ کر ہمت باندھ اِن غریق گرداب فنا کی کچھ مدد کر۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے نہ چھوڑ۔ دیکھ ہمیشہ شکر و سپاس میں مشغول رہنا اگر تو کشتی نجات پر سوار نہ ہوتا تو آج ہی گرداب بلا ہوتا اور تو ہوتا۔ آ تجھے بتاؤں کہ موت کیا ہے۔ جسکو یہہ لوگ موت کہتے ہیں موت نہیں۔ یہہ اِس دُنیا سے گذر جانے کو موت کہتے ہیں۔ ڈرتے اسلئے ہیں کہ وقت پر آئی ٹلتی نہیں۔ یہہ وہ شے ہے کہ جسکے سامنے چھوٹے بڑے یکساں ہیں۔ نہ اسے جوانی کا لحاظ نہ بڑھاپے کا کچھ پاس ہے۔ یتیموں کی آہ و زاری سے اسے نفرت آتی ہے۔ بیواؤں کی فریاد و دہائی سے کوسوں جاتی ہے۔ ماں اُمیدیں ٹھانتی رہجاتی ہے کہ میرا نہال اُمید بس اب کوئی دن میں بڑھا اور میں ثمر مراد سے نہال ہوئی تنگدستی رنج و غم سب چلے جائینگے۔ خوشی کے گئے گذرے دن پھر لوٹ آئینگے۔ وہ ابھی خیال کو تمام بھی نہیں کر پاتی کہ یہہ باد سموم ایک ہی جھونکے میں اُس گل نو دمیدہ کو جلا جاتی ہے اچانک آجاتی ہے دم لینے کی مہلت نہیں ملتی اور یہہ اپنا کام تمام کرکے فرار ہوتی ہے۔ اسی سبب سے لوگ اس سے اسقدر ڈرتے ہیں۔ کاش کہ لوگ ہر وقت اِس سے ملنے کو تیار رہیں۔ کیونکہ یہہ چور کیطرح آتی ہے۔ مگر باوجود اسکے یہہ اصل موت نہیں۔ یہہ ایک دروازہ ہے جس سے گذر کر دوسرے عالم میں داخل ہوتے ہیں۔ کیا تو بھی اسکو موت سمجھتا ہے؟ غرض کی نہیں۔ یہہ "موت میرے لئے نفع ہے"۔ "اگر میں موت کے سایہ کی وادی میں پھروں تو مجھے کچھ خوف و خطر نہ ہوگا کیونکہ تو میرے ساتھ ہے"۔ فرمایا جسکا بھروسہ مجھپر ہے بیشک وہ کبھی "ہلاک نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائیگا"۔ اب تو میرے "پیچھے پیچھے آ" کہ تجھے موت کا نقشہ دکھاؤں تاکہ تو اُسکو سمجھ سکے کہ موت کیا ہے۔ میں اپنے رہبر حقیقی کے قدم چومکر پیچھے پیچھے چل پڑا۔ ایک جگہہ کے قریب پہنچے۔ بڑے آہ و نالہ کی آواز سنائی دی ع فغاں کیا دم بھی لینا پارہ ہے دل اُڑتا ہے الہی کیا درد نہاں کی کلیجہ مُنہہ کو آتا ہے۔ ذرا آگے بڑھے تو حکم ہوا آنکھ اُٹھا اور دیکھ وہ کیا ہے دیکھا تو جہنم مجسم نظر آیا۔ ایک آگ کی بھٹی سی دکھائی دی شعلے آسمان کی خبر لاتے تھے۔ ہزاروں مجرم ایندھن کیطرح جلے جاتے تھے پر جلکر راکھ نہ ہوتے تھے۔ اُف۔ ہائے۔ افسوس۔ جل گئے۔ مر گئے کی آوازیں بلند تھیں۔ ایک آدمی کو یہہ کہتے سُنا۔ ارے کوئی اگر ہو تو للہ ایک گھونٹ پانی میرے منہہ میں ڈالدے حلق خشک ہوا جاتا ہے۔ یہہ میری زبان پر کانٹے کون بو گیا؟ ارے او دولت تیرا ستیاناس جائے تو کہاں ہے؟ کدھر فرار ہوگئی۔ تیرے عشق نے مجھے دیوانہ بنا رکھا تھا مینہہ ہو یا آندھی ہو۔ غم ہو یا شادی ہو۔ صبح ہو یا شام ہو مجھے ہر وقت اور ہر حال میں تیری ہی دھن لگی رہتی تھی۔ تو شغل میں کسی پیاری پیاری تھی۔ پر تیری صحبت کی تاثیر کیسی بد نکلی جبکہ میں تیری نازبرداریوں میں لگا ہوا تھا اگر اُسوقت کوئی مجھے یہہ کہدیتا کہ "سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا گذر جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند آسمان کی بادشاہت میں داخل ہو" تو میں اُسوقت بت زاہد فریب تیری پوجا چھوڑ دیتا۔ عمر بھر کبھی نام نہ لیتا یہہ میری ہی غفلت کا نتیجہ ہے۔ میں یہاں کے کارکنوں سے بارہا منتیں کرچکا ہوں کہ تھوڑی دیر کے لئے برائے خدا کسی کو میرے گھر بھیجدو کہ جا کر ذرا میرے عزیزوں سے یہہ حال کہہ آئے۔ جوان جوان بھائی۔ ننھے ننھے کلیجے کے ٹکڑے چھوڑ آیا ہوں اُنکو جا کر بتا آئے کہ تمہارے عزیز پر یہہ لازوال قہر نازل ہو رہا ہے اور اتنا اور میری طرف سے کہہ دے کہ ذرا دیکھ بھال کر چلیو۔ دولت کو طلاق نامہ لکھدو عیاشی سے کبھی بغلگیر نہ ہونا طمع کو ہرگز منہہ نہ لگانا۔ نیکی و دو عالم کا دامن خوب زور سے پکڑے رہنا۔ بہت لوگ اپنے اپنے عزیزوں کو دیکھیں گے لیکن مجھے کچھ اُمید نہیں رہی کہ خوشی مجھے ہرگز نصیب نہ ہوگی۔ ہر چند چلاتا ہوں کہ کسی کو اُنکے پاس بھیجدو پر میری سُنی نہیں جاتی۔ جب کہتا ہوں۔ بس یہی جواب دے چھوڑتے ہیں "مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید برکلہ خود باید زد" ارے نادان جب اُنہوں نے توریت زبور اور انجیل کی نہ سنی تو تیری کب سُنینگے۔ حضرات ناظرین یہہ اُس جگہہ کا بیان ہے جسکی آگ کبھی نہیں بجھتی اور جہاں کا کیڑا کبھی نہیں مرتا۔ اکثر ایسے مریضوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا کہ جو شدت مرض کی وجہہ ہر دم یہی کہکر چلاتے ہیں۔ میرے اللہ مجھے جلد موت دے کہ اِس تکلیف سے رہائی پاؤں۔ موت آتی ہے اور وہ اُس تکلیف سے چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن جس عذاب کا ذکر اوپر ہوا اُس سے بچنے کے لئے لوگ موت کی راہ دیکھینگے اور موت نہ آئیگی۔ اُس غضب کا انجام نہ ہوگا ۔

ابھی موقع ہے۔ وہ جو یہہ دعویٰ کرتا ہے کہ "زندگی میں ہوں" اسکا دامن پکڑو۔ کاش کہ ہم سب مسٹر سفیر کے ساتھ ہمزبان ہوکر یہہ کہنے کے قابل ہوں:-

خطرات راہ ملک بقا ہیچ ہے سفیر
ہے روح پاک اپنا مددگار آجکل

راقم طالب الدین لاہور

جناب ایڈیٹر صاحب

بندہ نے ۲۲ جنوری سنہ الیہ کے پرچہ صفحہ ۹ میں ایک مضمون دربارہ "مشن سکولوں کے معلم ہندو اور عیسائی" دیکھا۔ مجھکو ضرور ہوا کہ اسکا جواب دوں۔ صاحب راقم اپنا نام خیر خواہ اور تجربہ کار لکھتے ہیں لیکن اُنکے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہہ دو باتیں نہیں رکھتے۔ اول صاحب راقم ہندو ہیں تو خیر۔ اگر راقم صاحب عیسائی ہیں تو کیا وے انگریز ہیں یا یوریشین تو بھی خیر۔ اگر راقم صاحب دیسی عیسائی ہیں۔ تو کیوں آپکو اِس مضمون سے بری کرتے ہیں۔ شاید معلوم ہوتا ہے۔ یا تو صاحب موصوف ہیڈ ماسٹر ہیں۔ یا سکولوں سے الگ ہیں۔ مگر یہہ مبارک تجربہ تو سوائے ماسٹر صاحب کے نہیں ہو سکتا۔ پس صاحب موصوف ضرور ہیڈ ماسٹر صاحب ہونگے۔ جنکو بڑے دن پر کسی عیسائی یا مسلمان نے نہ پوچھا

ہوگا۔ صرف ہندؤں نے جیسا کہ دستور ہی ڈالی دی یا سلام کیا ہوگا خیر اسمیں تو کچھ بحث نہیں۔ مگر راقم صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ آیا سب عیسائی اُستاد ایسے ہیں یا کہ صرف راجپوتانہ مشن سکولوں کے میری دانست میں آپنے کوئی اس قسم کا تجربہ نہیں کیا۔ دیکھئے صاحب جب کبھی سکول میں لڑکے نہیں ہوتے تو ضرور ہی اُستاد حاضر ہوتے ہیں اور اکثر دیکھا گیا ہو کہ جب کبھی ہندو و مسلمان اُستاد ایک جا بیٹھتے ہیں۔ تو یہہ ذکر سُنا جاتا ہو کہ ”آج لڑکے اسلئے نہیں آئے کہ پادری صاحب نے بیبل کی تعلیم برزور دیا ہو“ یا اور اسی قسم کی برائیاں پادری صاحبان اور عیسائیوں کے حق میں کرتے ہیں لیکن اگر اُن میں کوئی عیسائی اُستاد ہوتا ہو تو ضرور وہ بجائے بیہودہ باتوں کے یا بقول آپ کے مکھیاں مارنے کے خداوند مسیح اور اُسکی انجیل کی خبر دیتا۔ رہا بے ادبی کرنا۔ یہہ ناممکن ہو۔ کیونکہ ہر ایک آدمی کا عزت لینا اُسکے اپنے اختیار میں ہو۔ عیسائی اُستاد ہندؤں کیطرح بیفایدہ حضور حضور نہیں کرتے۔ اپنے فرائض کو پوری طرح سے ادا کر کے مناسب طور سے اپنے اعلی افسر کو تعظیم دیکر چلے جاتے ہیں۔ نہ کہ ہندؤں کیطرح خوشامد اور حضور حضور کرتے کرتے ہیڈ ماسٹر صاحب کے گھر میں اُنکا خانگی کام بھی کرتے ہیں۔ کیوں صاحب آپنے مسلمانوں کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ کیا وے سکولوں میں اُستاد نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہو کہ اُنسے بھی آپ ناراض ہونگے کیونکہ وے لوگ بھی حضور حضور نہیں کرتے واہ خوب آپ کا تجربہ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہندؤں کو بیبل پڑھانے کے لئے کیوں پادری صاحبان مقرر نہیں کرتے۔ میں آپکو صلاح دیتا ہوں کہ آپ ایک درخواست تمام مشن سوسائٹیوں کو کریں کہ وے اس مبارک کام پر ہندؤں کو پادری اور واعظ مقرر کریں۔ یہہ تو آپ کا تجربہ اور خیر خواہی ہو۔ بھلا ذرہ بتلادیں کہ بقول آپکے۔ اگر ہندو لوگ خداوند مسیح اور اُس کی تعلیم کو برحق جانتے ہیں تو کیوں وے عیسائی نہیں ہوتے ہیں۔ صاف معلوم ہو کہ وے خوشامد کرتے ہیں۔ صاحب آپنے یہہ کیوں نہ لکھا کہ ہیڈ ماسٹر اور پادری صاحب سب کے سب بجائے عیسائیوں کے ہندو مقرر کئے جاویں کیا ہندو و مسلمان ہمارے مخالف نہیں ہیں جناب من ہر ایک سوسائٹی کا تو یہہ خیال ہو کہ جہانتک ہوسکے مشن سکولوں میں عیسائی اُستاد مقرر ہوں۔ لیکن آپ کا مبارک تجربہ روکتا ہو۔ اس آپکے تجربہ پر مجھکو بہت کچھ لکھنا تھا مگر بس ✦

راقم بندہ رام لال ہیڈ ماسٹر مشن دہلی

عیسائی معلم بمقابلہ ہندو معلم دربارہ تعلیم بیبل

جناب ایڈیٹر صاحب۔

مجھے افسوس سے یہہ کہنا پڑتا ہو کہ ہمارے تجربہ کار صاحب نے ۲۲ جنوری کے پرچہ میں اپنے مضمون بعنوان ”مشن سکولوں کے معلم ہندو اور عیسائی“ میں فقرات ذیل پر بہانک زور دیا کہ قولہ ”ہندوستانی عیسائیوں نے تعلیم پائی مگر تربیت نہیں پائی“ دوم وہ یعنی ”ہندو معلم انجیل مقدس بیبل عیسائیوں سے اچھی پڑھا سکتے اور جانتے ہیں“۔ اپنی تجربہ کاری سے کوسوں دور چلے گئے اور یہہ نہیں سمجھے کہ عیسائی معلم اپنے تئیں خداوند کے کارندے جانکر اُسکے حکموں پر عمل کرتے اور اپنے حاکم وقت کی اُسی قدر تابعداری کرتے ہیں کہ جتنا اُنکا حق اُنکو بیبل مقدس سکھاتی ہو۔ اور ہندو معلم جو بے تعداد الاہوں کے معتقد ہیں انسان کو خداوند خداوند کہکر اپنی چکنی چپڑی باتیں سنا کر اور نیز جھوٹی خوشامد کے ناجایز طریقوں سے لبھا کر اپنی جانب خیرخواہ بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ میں ایسے کئی ہندو اور محمدی صاحبان خصوصاً معلموں سے واقف ہوں جو مشنری صاحبان کے پاس جا کر اُنسے سلسلہ بات چیت میں صاف کہتے کہ صاحب خداوند مسیح نے یہہ کیا اور وہ کیا۔ رام نے ہمارے واسطے کیا کیا۔ محمد نے کیا کیا۔ ہمیں تو صرف فلاں رکاوٹ باقی ہو۔ والا بغیر بپتسمہ لئے تو آج ہی عیسائی ہیں۔ سو اُنکی ایسی مکر آمیز باتوں کی پٹی ہمارے بڑے بڑے بھولے بھالے دیندار تجربہ کاروں کی آنکھیں بند کر دیتی ہو۔ سو صاحب کہیں آپ ایسے معلموں پر نہ بھولنا وے صرف مکار اور بے ایمان ہیں جو صرف دُنیا کی خاطر ایک خفیہ لباس پہنا رکھتے ہیں وے اس مثال کے پورے مصداق ہیں۔ ”آخر گرگ زادہ گرگ شود“ ✦

ہمارے تجربہ کار صاحب آپ کا یہہ قول کہ عیسائیوں نے تعلیم تو پائی مگر تربیت نہیں پائی نہ والدین سے اور نہ پادری صاحبان سے۔ کیونکر ثابت ہو سکتا ہو درحالیکہ دیسی عیسائی بھی اُنہیں باشندگان ہند کی اولاد ہیں کہ جنکی ہندو ہیں۔ سو کیا اُنکے والدین نے اُنکو جنتے ہی پھینکدیا تھا نہیں بلکہ وے تربیت میں کہیں اعلی ہیں والدین کی تربیت میں مساوی اور بیبل کی تربیت میں جو اعلی تر ہو اُنسے بڑھکر ہیں۔ کیا آپکی نظر کسی بیچارے یتیم پر تو نہیں جا پڑی۔ مگر وہ بھی تو اپنے سامنے اپنے لایق اُستادوں اور پرورش کنندوں کی تربیت رکھتے ہیں۔ پھر کیونکر آپ نے یہہ الزامی ڈھکوسلا چلا دیا۔ دوم آپ فرماتے ہیں کہ وہ یعنی ”ہندو معلم انجیل مقدس بیبل عیسائیوں سے اچھی پڑھا سکتے ہیں اور جانتے ہیں“۔ واہ آپکی تجربہ کاری جناب کسی ہندو عالم فیلسوف کو جو بیبل کے جاننے کا دعوی رکھتا ہو پیش کیجئے کہ وہ اس سوال کا جو بیبل کا ابجد ہو۔ اور ایک سادہ لوح لڑکا وہ مسیحی جسکا آسانی سے جواب دیسکتا ہو۔ جواب دیوے کہ مسیح نے تیرے واسطے کیا کیا۔ کون ہو وہ ہندو اور کون ہو وہ محمدی جو بیبل کو سمجھکر مسیح کے پاس آنے سے باز رہ جائے کون ہو وہ دانا جو اسپر صاد کریگا۔ کہ مخالفان بیبل کی تعلیم کی تاثیر بیبل کے پیروں کی تعلیم سے زیادہ موثر ہوگی پیارے تجربہ کار گستاخی معاف میں نے آپ کے سارے مضمون کو بغور پڑھا مگر کیا کروں

طوالت کے خوف سے اسی کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے مسیحیوں کی ایسی حالت پر آپ ایسے زوردار حملے نہ کریں۔ بلکہ اپنے نمونہ اور محنت اور جانفشانی سے اُنکی اصلاح کریں اور اُنکی ہمت کو بڑھاویں۔ نہ کہ خدا کے فرزندوں کا مقابلہ تعلؔ کے بیٹوں سے کر کے اُنکو پست ہمت بناویں۔ میرے صاحب ایک سیدھا سادا مسیحی جو اُس اندھے کیطرح جسنے بڑے بڑے فریسیوں کو یہہ جواب دیا تھا کہ میں اور کچھ نہیں جانتا مگر یہہ کہ میں اندھا تھا اب (مسیح کے وسیلہ) بینا ہوں اتنا کہہ سکتا ہو وہ دنیا کے ہندو اور محمدی عالموں سے کہیں زیادہ بیبل کو جانتا ہو۔ چہ جائے کہ ایسے ایسے عالم محنتی وینداؔ مسیحی (جھوٹے خوشامدی نہیں) موجود ہیں اور اُنکے کاموں کے پھل نظر آرہے ہیں۔ تاہم آپنے سب کو دھر گھسیٹا اُمید ہو کہ اب آپ ذرا تجربہ کو بڑھاوینگے +

ای پیارے مسیحی معلّمو ذرا ہوشیار اور بیدار ہوجاؤ تجربہ کار تو آپ کو انگشت نما بناتے ہیں مگر اُنکی پرواہ نہ کرو اپنے خداوند کو اپنا مالک جانکر اور اُسی کا کام سمجھکر اپنے حاکم وقت کی تابعداری میں فرمانبردار ہوکر کام کئے جاؤ۔ اور خداوند کو عمانوئیل کے نام سے یاد رکھو +

راقم۔ معلّموں کا رازدار

(از مظفر گڈھ (پنجاب)

منقولات

کانگریس کی نسبت کلکتہ کے اخبار دارالسلطنت نے جس زور شور کے ساتھ مخالفت کی ترہیں واعظی ہیں وہ قابل اسکے ہو کر مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کیا جاوے۔ اخبار مذکور لکھتا ہو کہ نیشنل کانگریس باغیانہ چالوں پر اُدھار کھائے بیٹھی ہو۔ اسکی کارروائی حماقت پر مبنی ہو۔ اسکے اغراض و مقاصد صرف گورنمنٹ سے مخالفت اور مسلمانوں سے عداوت ہو وہ لکھتا ہو کہ مسلمان اس کانگریس میں کسیطرح شریک نہیں اور معدودے چند حضرات "بدنام کنندہ نکونامے چند" شریک ہیں تو وہ مسلمانوں کے لیڈر نہیں ہیں۔ کسی نے انگلینڈ جاکر سند بیرسٹری حاصل کی اور کسی نے اپنی یونیورسٹی سے وکالت کی سند حاصل کی ہو لیکن انمیں سے کوئی بھی مسلمانوں کا لیڈر نہیں ہو۔ پٹنہ کے ایک ڈیلیگیٹ مرزا غلام حیدر صاحب ہیں۔ پہلے ہندو تھے۔ ابھی سنگھ اُنکا نام تھا۔ اور وہ بانکی پور کانگریس کمیٹی کیطرف سے مسلمانوں کے وکیل بنکر کلکتہ آئے تھے۔ قاضی سید رضا حسین صاحب خان بہادر اور رئیس قبیل دوسرے حضرات رؤسا مسلمانوں کے لیڈر ہیں۔ نہ اُن کو ہندوستان کا کوئی متنفس جانتا ہو نہ حق میں گورنمنٹ اُنکو مسلمانوں کا لیڈر سمجھتی اور خطاب وغیرہ سے سرفراز کیا کرتی ہو۔ لکھنؤ سے جتنے حضرات ڈیلیگیٹ آئے تھے ہم اُن کے ذاتی اور خاندانی حالات سے واقف نہیں۔ لیکن بشرے سے یہہ امر ثابت ہوتا تھا کہ انمیں سے اکثر مرثیہ خوان ضرور ہیں بلکہ ایک صاحب کو ہمنے ممبر پر چڑھکر مرثیہ پڑھتے ہوئے خاص الخاص دیکھا ہو۔ مسٹر حامد علیخان کو دیکھا وہ ایک بیرسٹر ہیں۔ اگر وہ ڈیلیگیٹ بنکر آئے تھے تو اُنسے ہمکو کلام نہیں کیونکہ اُنکے ہم مشرب اور بھی بہتیرے خود ڈیلیگیٹ بن کر آئے تھے۔ گیا میں تو کوئی مسلمان نہیں۔ ہاں ایک حکیم سید الطاف حسین صاحب جنکو وہاں کی اسلامی جماعت نے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اُنکے دوست ایک بابو صاحب جو ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ہوکر بالفعل گیا میں وکالت کرتے ہیں انہیں زبردستی کلکتہ کھینچ لائے اور ڈیلیگیٹوں کا بیج اور ۱۲۰۸ نمبر کا ٹکٹ اُنکے حوالہ کیا۔ وہ بیج اور ٹکٹ ہمارے پاس اس غرض سے پہنچایا گیا کہ ہم اُنکی مدد کریں۔ ہم نے حکیم صاحب سے ملاقات کی تو خود ہی کہنے لگے کہ ہمکو کانگریس سے کوئی ہمدردی نہیں ہو۔ لوگ زبردستی ہمیں کھینچ لائے ہیں۔ وہ بیج اور ٹکٹ ہمارے آفس میں موجود ہو جسکا جی چاہے آکر دیکھ لے اور ہم یہہ بھی کہے دیتے ہیں کہ وہ کانگریس کے اجلاس میں بھی شریک نہ ہوئے۔ مولوی تفضل حسین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ بانکی پور بیچ بھی اسی بلا میں مبتلا ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بھی اپنے دوستوں سے پوشیدہ ہو کر ڈیلیگیٹ کے معزز خطاب سے بچ گئے اور شریک کانگریس نہ ہوئے کلکتہ کے مسلمانوں میں نواب غلام ربانی کے سوا اور کوئی فہمیدہ اور پولیٹیکل امور سے واقف شخص تو تھا نہیں جو کلکتہ کے مسلمانوں کا وکیل بنتا۔ محمد مصطفےٰ خان صاحب ایم۔ اے مدرسہ بورڈنگ میں تشریف رکھتے ہیں خود ڈیلیگیٹ بنگئے۔ اور اپنے ساتھ بورڈروں کو والنٹیر بنا کر کانگریس کی شرکت سے ممتاز ہوئے۔ اور کانگریس کی کامیابی اور گورنمنٹ کے سرکلر کی مذمت فخریہ اپنے دوستوں میں کرتے پھرتے ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہو کہ کانگریس کمیٹی نے چند قسم کے ٹکٹ بنائے تھے ڈیلیگیٹ معزز مہمان اور عام تماشائیوں کے لئے پانچ اور خاص تماشائیوں کے لئے دس روپئے کے ٹکٹ قائم کئے گئے تھے اور آخر میں ایک ایک روپیہ کو ٹکٹ بکا۔ ٹکٹ کچھ مفت الیلب بھی تقسیم کئے گئے۔ لیکن پہلے اجلاس میں کوئی ڈھائی ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ اور دوسرے دن شاید ہزار آدمیوں سے بالا کا مجمع ہوا تو ہو۔ تیسرے دن کوئی تین ہزار آدمی ہونگے۔ چوتھے دن بھی تین ہزار سے زیادہ کا مجمع نہ ہوگا۔ غرض جوشیلے اور منہ پھٹے ریفارمران ملک و قوم کے دلوں کی بھڑاس نکل گئی۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹنے لگے۔ کوئی پوچھے ان باتوں کا نتیجہ کیا ہوگا۔ تو جواب کچھ نہیں ملتا +

عام

غور طلب

ارے آتو جو سوتا ہو جاگ اور مردوں میں سے اُٹھہ کہ مسیح تجھے روشن کریگا +

انتخاب اخبار

کوکب ہند لکھتا ہو کہ انگلستان میں سوداگر اپنے کارخانوں میں اہل فرنگ کو محرر و کلرک، مقرر نہیں کرتے لیکن بجائے اُنکے جرمنی کے لوگوں کو مقرر کرتے ہیں تجویز درپیش ہو کہ سرکار انگلستان اس امر میں دست اندازی کرے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ انگریزی محب سست اور جرمنی چست ہیں +

کلکتہ سے بقول اخبار عام ایک عجیب شخص کے عیسائی ہونیکی خبر آئی ہو۔ وہ نہ تو دیہاتی ہو نہ جاہل ہو نہ غیر تعلیم یافتہ ہو اور نہ غریب ہو۔ بنگالہ کے ضلع بیر بھوم کے ایک زمیندار کا بیٹا ہو۔ کلکتہ یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ ہو۔ بابو پھیندر لال سنگھ رش کا نام ہو۔ معلوم نہیں اخبار عام نے اسکو عجیب شخص کس وجہہ سے لکھا۔ کیا اس درجہ لیاقت کے بنگالی قبل ازیں بکثرت عیسائی نہیں ہو چکے ہیں؟ اسمیں عجوبہ پن کی کیا بات ہو؟ +

جزیرہ لنکا میں مجسٹریٹ صاحب کے اجلاس میں بمقدمہ خون ایک شخص نے الکل تجو گواہی دی۔ صاحب ممدوح نے گواہ کو دروغ حلفی کا قصور وار ٹھہرا کے اُسکے لئے یہہ سزا تجویز کی کہ وہ ڈگڈگی کے ساتھ بستی میں چاروں طرف گھمایا جائے تاکہ اسکی جھوٹی شہادت سے لوگ آگاہ ہوں۔ وہاں کے چند وکیلوں نے اس سزا کے بارہ میں شکایت محکمۂ اعلیٰ میں بھیجی لیکن اگر گواہ مذکور جھوٹی شہادت کا مجرم ہو تو مجسٹریٹ صاحب نے بیجا تشہیر نہیں کی +

مسلمان مجرموں کی نسبتی ترقی کے بارہ میں پیسہ اخبار بحوالہ نجم الاخبار لکھتا ہو کہ پچھلے سال ہندوستان کے جیلخانوں میں ایک لاکھ ۸۲ ہزار ۸ سو ۴۳ ہندو اور ۴۴ ہزار ۸ سو ۴۳ مسلمان قیدی تھے۔ گویا مردم شماری کے حساب سے فی دس ہزار میں ۵ ہندو اور ۸ مسلمان ہوئے۔ اسکی وجہہ سوائے بیکاری اور افلاس کے اگر کچھ اَور ہو تو کوئی صاحب ثابت کریں +

پٹیالہ اخبار رقمطراز ہو کہ امرتا بازار پتر کا کلکتہ نے مسٹر منو ہے صاحب ایجنٹ وسط ہند کی نسبت جو یہہ لکھا تھا کہ اُنہوں نے ریاستوں میں ایک سرکیولر جاری کیا ہو کہ کوئی رئیس امرتا بازار کلکتہ کو نہ خریدے اور نہ کسی بنگالی کو اپنی ریاست میں ملازم رکھے۔ اب مسٹر منو ہے صاحب نے ایڈیٹر امرتا بازار کو لکھا ہو کہ یا تو اپنے بیان کی تردید کرے اور نامہ نگار کا نام ظاہر کرے ورنہ جوابدہی کیواسطے تیار رہے۔ پس ایڈیٹر نے اپنے بیان کی تردید چھپوا دی اور مسٹر موصوف سے معافی چاہی اور نامہ نگار کا نام فقیر راجندر رو ناتھ ظاہر کر دیا ہو +

وہی اخبار لکھتا ہو کہ ہمعصر کوہ نور مسٹر بریڈلا کی علالت طبع کا حال درج اخبار فرما کر شافی مطلق سے دعا کرتے ہیں کہ مسٹر موصوف جلد صحت کلی حاصل کریں۔ ہم اپنے معزز ہمعصر کو اطلاع دیتے ہیں کہ از روئے شریعت و دھرم شاستر ایسے دھریہ کے حق میں دُعا کرنا کہ جو خدا کے وجود کا قایل نہیں ہو منع ہو +

ذیل کی نظیر سے معلوم ہوگا کہ مردم شماری کی کارروائی میں کیسی مشکلات پیش آتی ہیں۔ بنگالہ میں ہانڈی ایک خاندان کو کہتے ہیں اور پکانیکی بھی ہانڈی ہوتی ہو۔ ایک شمار کنندہ کو ہدایت ہوئی کہ اپنے حلقہ کی ہانڈیوں کا شمار کرے۔ لہٰذا وہ ایک مکان کے اندر گھسا اور پکانیکی ہانڈیوں کا شمار کرنے لگا۔ اس سے لوگوں کو بہت خوف ہوا یہہ امر واقعی ہو اسکی تصدیق ایک افسر مردم شماری نے کی ہو + منہ

ولایت یورپ و امریکہ میں جو جو عجیب چیزیں بنائے گئے ہیں سنکر حیرت ہوتی ہو۔ ریل گاڑی کے پہئے کاغذ کے بنائے جاتے ہیں۔ کھانا پکانیکے برتن بھانڈے ظروف وغیرہ جو ابتک مٹی یا پتھر یا کانچ کے بناتے تھے وہ بھی کاغذ کے بنائے گئے ہیں۔ بوتلیں لوٹے شمعدان وغیرہ بھی کاغذ کے ہیں۔ اور عمدہ کام دیتے ہیں۔ نہ پانی میں گلیں نہ آگ سے جلیں۔ اب تازہ خبر آئی ہو کہ گیس کی روشنی کے نلکے بھی کامیابی کے ساتھ کاغذ کے بنائے گئے ہیں +

ست دھرم پرچارک جالندھر رقمطراز ہو کہ ایک معزز سوڈھی نے اپنی لڑکی کی سگائی کرنیکے وقت لڑکے سے جو کسی آریہ سماج کا ممبر بھی نہیں یہہ اقرار نامہ لکھوا لیا ہو کہ شادی ہونے پر اگر وہ آریہ ہو جائیگا تو دو ہزار روپیہ ہرجانہ دیگا۔ سنا جاتا ہو کہ اقرار نامہ میں یہہ بھی درج ہو کہ بصورت آریہ ہو جانیکے یہہ دو ہزار روپیہ یا تو جالندھر دھرم سبھا میں دیا جائیگا۔ یا فیروزپور دھرم سبھا کو ملیگا۔ درحقیقت ایسی باتیں قوم ہنود کی کمزوری دکھلاتی ہیں اور آریہ سماج کی ترقی ہرگز نہیں روک سکتیں +

وہی اخبار لکھتا ہو کہ مطبع کے مقابل ایک شوالہ ہو۔ اسپر ابھی سفیدی ہوئی ہو۔ شوالے کے دروازہ پر دو سُرخ رنگ کے بندر بنائے گئے ہیں صبح کے وقت روز کتے آتے ہیں اور اُن مٹی کے بندروں کو بھونکتے ہیں۔ کتوں کو دیکھئے شیوجی مہاراج کیا سزا دیتے ہیں۔ بعض صاحب فرماتے ہیں کہ انکو اس گناہ کی سزا پہلے ہی دی گئی ہو کہ کتے بن گئے ہیں ورنہ آدمی یا اور جون میں نہ ہوتے +

گذشتہ نمبر میں بنگورا کے اس فساد کی نسبت جو ۲۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کی شام کو بوجہہ کلو ڈاپرشاد برہمن کے اصطباغ پانے پر نامبردہ کے رشتہ داروں اور دیگر ہندوؤں نے اُٹھایا کوکب ہند کی تحریر سے معلوم ہوا کہ اس ہنگامہ میں پولیس کا ایک سب انسپکٹر خفیہ طور سے ہادی و صلاح کار تھا۔ اخبار مذکور لکھتا ہو کہ ہمیں کچھ تعجب نہیں کہ اس زمانہ

میں بھی دین عیسوی کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ مسیح نے اسکے بارہ میں نبوت کی ہے۔ ہرایک درخت جو زیادہ ہوا کے جھونکے کھاتا آخر میں زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ دین عیسوی کی ترقی اور رونق اُسکی مخالفت کے باعث زیادہ ہوتی ہے۔ شکر خدا کا کہ اگرچہ سرکار انگریزی مسیحی کہلاتی تو بھی اُس سے دین عیسوی کو کوئی کمک نہیں ملتی ہے۔ ہمارا کامل یقین یہہ ہے کہ ہندوستان میں مسیح کا دین سلطنتی اختیار وحکومت سے جڑ نہیں پکڑیگا مسیح کے شاگردوں کو عیسائی بننا چاہئے نہ کہ عیسائی۔ نجات انسان کے زور وحکمت وحکومت سے نہیں بلکہ خدا سے ہے"۔+

بقول کوکب ہند امریکہ میں تجویز پیش ہے کہ ایک ایسی عمارت بنادیں جسکے برابر بلند کوئی عمارت دنیا میں نہ پائی جائے۔ کہتے ہیں کہ یہہ عمارت سنہ ۱۹۵۳ع میں بن کے تیار ہوگی اسکی بلندی ۱۵۰۰ فیٹ اور خیو پر اسکا مربع ۴۰۰ فیٹ ہوگا۔ یہہ فولاد کی بنے گی اور اسکے سولہ آہنی محراب ہونگی۔ اسکے معمار سکاگو کے مسٹر رس کنگل اور پالک ہیں اسکے بننے میں ۱۸۵۰۰۰ من فولاد اور ۱۶۲۰۰۰ من لوہا صرف ہوگا۔ اور اسکی قیمت ۵۰۰۰۰۰۰ روپیہ ہونگے۔ بیچوں بیچ ایک گنبد ہوگا جسکی چوڑائی ۲۰۰ فیٹ ہوگی اور اونچائی بھی ۲۰۰ فیٹ۔ یہہ گنبد جلسوں اور تماشوں کے واسطے ہوگا اور اسمیں ۵۰۰۰ آدمی بآسانی بیٹھ سکینگے۔ دیواریں اور چھت مشرقی طریقہ کے موافق آراستہ کی جائینگی۔ اس عمارت کی چوٹی پر ایک گولہ رکھا جائیگا اور اسے روشن کرنے کے واسطے سولہ بجلی کے چراغ استعمال ہونگے۔ کہتے ہیں کہ یہہ گولہ جب تیار ہوگا۔ پچاس میل کے فاصلہ سے دکھلائی دیگا یہہ عمارت پیرس کی ایفل مینار سے پانچ سو فیٹ اونچی ہوگی فی الحقیقت اسکے برابر کوئی بلند عمارت ابتک نہیں بنی ہے+

رضامندی کی عمر کی نسبت بہارت سدھا لاہور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کے قانون کی ترمیم کئے جانیکی عدم ضرورت بیان کرنیکے واسطے ترمیون ہال میں جو چند آدمیوں کا جلسہ ہوا تھا نا کامیاب رہا۔ اس میں ایڈیٹر خیرخواہ کشمیر برادرہ تھے اس جلسہ کے بانی صاحبان نے آجتک کوئی اشتہار جیسا کہ اُنہوں نے وعدہ کیا تھا کہ جلسہ پھر ہوگا مشتہر نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب سمجھ گئے ہیں کہ پبلک اُنکی طرف نہیں ہے۔ بلکہ انکے خیال کے برخلاف چاہتی ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے یہہ ترمیم جلد عمل میں آوے تاکہ جو ظلم بیچاری لڑکیوں پر آجکل ہورہا ہے وہ آئندہ کے لیے موقوف ہو چنانچہ اسکے ثبوت میں ہم آریہ سبھا منعقدہ ۱۸ ماہ جنوری کی کارروائی جو سبھا مذکور کے لائق سکرٹری بابو رام کرشن سے ملی ہے درج کرتے ہیں۔ دوسری برادری میں بھی سنا گیا کہ اس بارہ میں اروڑ بنس سبھا کی پیروی کرنیوالی ہیں+

لاہور میں ولیعہد روس کی رونق افروزی کے ایام میں غیر معمولی انتظام کے لئے باہر سے بھی پولیس بلائی گئی تھی۔ ایک سو کنسٹیبل اور دو ڈپٹی انسپکٹر اور ایک یورپین پولیس انسپکٹر امرتسر سے منگائے گئے تھے۔ شہر کے لوگ ولیعہد کی صورت سے خوش نہیں ہوئے۔ بعض کو مایوسی ہوئی کہ شہزادہ کون سا ہے۔ بعض کو یقین نہ آیا کہ یہہ شہزادہ ہے۔ بقول اخبار عام ولیعہد روس کی پہچان کے لئے اگر اُنکے سر پر ایک سُرخاب کا پر لگایا جاتا تو بہت خوب ہوتا+

ہمعصر عام کا اس معاملہ کی نسبت گو کیسی ہی طبیعت اور خیال سے ہو یہہ لکھنا درست معلوم ہوتا ہے کہ "گورنمنٹ جاسیہ ہرایک معاملہ میں موجودہ زمانہ کی انسانی نظر سے دیکھتی ہے۔ وہ ہندو شاستروں کی ان باتوں کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی جسطرح باوجود اسلام میں جائز ہونیکے غلاموں کی خرید وفروخت جرم سنگین گردانی گئی ہے جسطرح باوجود اہل ہنود میں جائز ہونے کے ستی کی رسم بند کی گئی ہے اور بلدان (قربانی) (غالباً انسانی قربانی) کی رسم زور سے روکی گئی ہے۔ اسیطرح باوجود شاستروں کے اقوال اور پنڈتوں کے شور مخالفانہ کے اس قانون کے ذریعہ سے کم سن عورتوں کے ساتھ ہمبستری کرنیکی رسم بھی ضرور بند کی جائیگی اور ضرور بند کی جانی چاہیے"+

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

روس کے وزیر جنگی نے حکم دیا ہے کہ تاشقند میں اوّل درجہ کا قلعہ تعمیر کیا جائے۔ اس قلعہ میں چار رجمنٹ سوار اور پیادہ کے علاوہ ایک توپخانہ ہمیشہ رہیگا+

فرانس کے جریب کشوں (مسروئیرس) نے نہر سویز کے شمال ومغرب میں ایک نہر پائی جو کئی میل تک لال سمندر کیطرف چلی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نہر بحر روم کو لال سمندر سے ملا دیتی ہے+

گورنمنٹ فرانس پیشہ ور اور تجارتی ڈیلیگیٹ چین کو بھیجنیوالی ہے۔ تاکہ وہ جاپان اور چین کے بازاروں کا حال دریافت کرکے اطلاع دیں+

روس نے ۱۰ ہزار رائفلیں اور بہت توپیں اہل سرویا کو بطور مدد کے دی ہیں۔ اس سے بلگیریا میں بڑا خوف پیدا ہے کہ روس کی شرارت ضرور رنگ لائیگی+

لنڈن سے پیرس (فرانس) تک سلسلہ ٹیلیفون قایم کیا جائیگا۔ فی الحال مقامات لنڈن۔ مینچسٹر۔ لیورپول برمنگھم سلسلہ ٹیلیفون سے ملا دیئے گئے ہیں+

ولیعہد روس کے ساتھ ایک مصور بھی ہے۔ وہ جہاں جاتے ہیں وہیں کی تصویر کھینچ لی جاتی ہے۔ زار روس کی خدمت میں یہہ تصویریں روانہ کی جاتی ہیں+

قسطنطنیہ میں کوڑھیوں کو رہنے کی اجازت نہیں ہے

وے بیچارے اسقوناری قبرستان میں رہتے ہیں۔ انکے لئے کوئی کوڑھی خانہ وہاں نہیں ہے۔ کیا سرکار روم ان کی خبرگیری نہ کریگی؟ +

یہہ خبر غلط تھی کہ گورنمنٹ روس نے جنرل علیخانوف کو مرو کے لوگوں کی شکایت پر موقوف کر دیا۔ بلکہ سنا گیا ہے کہ انکو وہانسے کوہ قاف میں تبدیل کر دیا گیا ہے +

مدراس کے اکونٹنٹ جنرل نے مدراس پریزیڈنسی کے کلکٹروں اور افسران خزانہ کو مطلع کیا ہے کہ جبتک ضرب سکہ کا نشان باقی رہے اسوقت تک پیسہ کو کھوٹا نہ جانیں +

ہفتہ مختتمہ ۲۰ دسمبر کل آمدنی ریلوے ہند ۱۳ لاکھ ۴۳ ہزار ایک سو ۹ روپیہ تھی۔ فی میل ریلوے پر ۲ سو اسی روپیہ وصول ہوا۔ کل مقدار ریلوے جو جاری ہے ۱۴ ہزار ۸ سو ۵ میل ہے +

انگریزی اخباروں میں ذکر ہے کہ امیر کابل کی سواری پھر ایک بار ہندوستان میں آنیوالی ہے۔ لارڈ ڈفرن کے عہد میں آنکو سالانہ نذرانہ پانیکا لگا لگ گئے۔ دیکھا چاہئے انکے مرتبہ کس چیز کے پانیکی راہ لگا لینگے +

امیر بخارا نے التجا کی ہے کہ زار روس بخارا کو روسی حکومت میں لے لیں۔ لیکن فی الحال انکی یہہ درخواست نامنظور کی گئی۔ مگر بصورت حملہ کشاؤ زار روس نے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے +

گمان غالب ہے کہ بمبئی اور کراچی کے درمیان سڑک آہنی تیار ہو گی اس سڑک کی تعمیر میں ۵۸۹۹۷۴۷ روپیہ صرف ہونگے۔ دریائے سندھ کے پل پر صرف ۲۹۰۷۳۶۲ روپیہ درکار ہیں +

بیان کیا جاتا ہے کہ افیون کی آمدنی میں تخمینہ کی بہ نسبت انیس لاکھ کی کمی ہے۔ بمبئی میں نو مہینے کے اندر ساڑھے گیارہ لاکھ کی کمی ہوئی +

ناسک میں ایک مقدمہ ایک بڈھے ۶۰ سالہ برہمن کی شادی کا ایک بارہ سالہ لڑکی سے ہوا۔ یعنی لڑکی کا باپ بطمع زر شادی کرنے لگا۔ دادی نے روکا۔ دولہہ نے مقدمہ جاری کیا +

بمبئی کے جوہری بابو چینی لال پنالال نے گورنمنٹ کو ایک لاکھ روپیہ دیا ہے کہ اس سے جین قوم کے لوگوں کے لئے صحت حاصل کرنیکی جگہہ قایم کیجائے +

ناگپور میں شیشہ آلات کا کارخانہ بیس لاکھ کے سرمایہ سے قایم کیا گیا ہے نہایت خوشی کی بات ہے جسقدر صنعت و حرفت کی ترقی ہو اتنا بہتر ہے +

افسوس ہے کہ نواب صاحب والی ممدوٹ گذشتہ منگل کو جلال آباد میں پھیپڑوں کی سوزش سے رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ یہہ ایک نوجوان خوبصورت رئیس تھے +

راج جیپور کے سررشتہ تعلیم کی حالت پنڈت ہربلاس صاحب ایم۔ اے ڈایرکٹر کے زیر اہتمام ترقی پذیر ہے۔ سنا ہے کہ حضور وائسرائے نے بھی اسکا اعتراف کیا +

رفیق الاخبار لکھتا ہے کہ اس بات پر عام شکایت ہو رہی ہے کہ حیدرآباد جو ایک اسلامی ریاست ہے۔ اسمیں مے نوشی اول درجہ کی ہوتی ہے اور قابل نفرت ہے +

کلکتہ یونیورسٹی آج کل اس امر پر زور دے رہی ہے کہ امتحان میں دار صرف امتحانوں میں کامیاب ہو کے سند یافتہ نہ ہوں بلکہ فی الحقیقت لیاقت کو بھی تحصیل کریں +

بنگالہ کے امتحان مڈل سکولوں میں زنانہ امیدواروں کو مضامین مساحت و اقلیدس سے آزاد کیا گیا ہے۔ بجائے انکے مضامین کے سینے۔ کاڑھنے۔ اور بننے کا امتحان لیا جائیگا +

کلکتہ میں وسط ایشیا سے ایک سفید اونٹ آیا ہے جسکے تمام بال برف کیطرف سفید اور نہایت نرم ہیں اسے سکنر مارٹی جنکے ہمراہ وہ آیا ہے دکھلائینگے یہہ ایک عجیب جانور ہے +

کلکتہ میں ایک جلسہ کے اندر اس بات پر گفتگو ہوئی کہ لوگوں کو گھوڑ دوڑ میں قماربازی کا عمدہ موقع ملتا ہے۔ لہٰذا اسکا انسداد کرنا چاہئے +

مرادآباد کا اخبار لکھتا ہے کہ پولیس بڑی سرگرمی سے انتظام میں مصروف ہے تاہم چوروں نے رات کو اپنی عملداری سمجھ رکھی ہے +

رفیق النسوان مخبر ہے کہ لکھنؤ میں گرانی غلہ سے خلق اللہ پریشان ہو رہی ہے۔ حکام کی توجہ اسبارہ میں بخیال رعایا پروری درکار ہے +

لکھنؤ میں لیڈی ڈاکٹروں اور دائیوں کا شفاخانجات میں انتظام تقرری سرکار کی طرف سے خوب کیا گیا ہے تاکہ مستورات پردہ نشین کو حالت بیماری میں کسیطرح کی دقت نہ ہو +

کانپور گزٹ لکھتا ہے کہ دہلی میں قماربازوں کا بڑا زور شور ہے۔ بڑا تعجب ہے کہ پولیس قماربازوں کا انتظام قرار واقعی نہیں کرتی۔ حکام شہر کو ضرور اسپر توجہ کرنا چاہئے +

الہ آباد ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ میں ایک منشی اکبرحسین نے جوش میں آکر یہہ فقرہ کہدیا کہ جیسا محمد صاحب کی وجہہ سے عرب نے ترقی کی اسیطرح ہندوستان میں قومی خیال سر سید کی وجہہ سے پیدا ہوا ہے +

دوربین لکھتا ہے کہ اس سال مردم شماری میں گورنمنٹ کا ۱۲ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ صرف ہوگا۔ اور یہہ اسلئے کہ ملک کی آبادی کا حال معلوم ہو۔ ہندوستانی لوگ اسکے فواید سے بہت کم واقف ہیں

مختلف رپورٹوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۸۸۱ء سے برٹش اسپائر ۲۰ لاکھ میل مربع اور بڑھ گئی ہو اور اسی حساب سے آمدنی کی ترقی کا حساب لگانا چاہئے ✦

بعد از تحقیقات کامل اُن لوگوں نے جو سمندروں اور بحیروں کی تحقیقات کیا کرتے ہیں یہہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا لیا ہو کہ بحرالکاہل کی اوسط گہرائی سوا دو میل ہو ✦

گورنمنٹ مدراس نے حکم جاری کیا ہو۔ کہ جو لوگ مردم شماری کے کام میں بلا اُجرت مدد دینگے۔ وہ پھر علاقوں کے کام میں تنخواہ دیکر نوکر رکھے جاینگے ✦

اخبار عام سے معلوم ہوا کہ بانکی پور میں ایک مسلمان شخص نے گاؤکشی کے خلاف میں لکچر دیا ہو جو ہندو سبھا کیطرف سے شایع و تقسیم کیا جائیگا ✦

بقول رفیع الاخبار پٹنہ کے اخبار سے معلوم ہوا کہ وہاں اہل حدیث (وہابی) اور حنفی مذہب والوں میں جھگڑا اُچھلا ہوا ہو۔ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہو ✦

سخت بارانی موسم سے سندھ پشین ریلوے پر پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ راستہ بند ہو گیا ہو۔ سُنا جاتا ہو ایک ہفتہ سے زیادہ تک آمد و رفت بند رہیگی ✦

جموں سے دو لڑکے بغرض سیر سیالکوٹ میں وارد ہو کر ایک درزی کی دوکان پر شب باش ہوئے تھے لوقت شب نہ معلوم کس بات پر ایک لڑکا دوسرے کی ناک کاٹ کر رفو چکر ہو گیا ✦

راجہ صاحب سکیت کو حکم ہوا ہو کہ تاوقتیکہ افسر سرکاری اُن شکایتوں کی تحقیقات کرکے سکیت سے واپس آجائے جنکے باعث اُنپر الزام لگائے گئے ہیں جالندھر میں رہیں ✦

ملتان زنانہ میڈیکل مشن کی تائید میں مینا بازار کھولا گیا۔ پانچ سو روپیہ جمع ہوا۔ زنانہ میڈیکل مشن کی ہندوستان میں ہر جگہہ نہایت ضرورت معلوم ہوتی ہو ✦

گورنمنٹ ہند نے منظور فرمایا ہو کہ ڈاکٹر واربرٹن صاحب کی خدمات کو ریاست کپورتھلہ میں اور ایک سال تک وسعت دیجائے ✦

جہلم میں ایک لڑکا زیر حوالات ہو۔ اسنے لاٹھی کی ضرب سے اپنے والد کو مار ڈالا۔ یہہ اس زمانہ کے کارنامے ہیں جنکے سننے سے کان سنسنا جاتے ہیں ✦

لاہور کے وکٹوریہ مدرسہ نسوان کی لڑکیوں کو لیڈی لائل صاحبہ نے انعام تقسیم فرمایا۔ اس جلسہ میں کئی معزز پنجابی عورات بھی بخوشی خاطر شریک تھیں ✦

مظفروال کے ایک میونسپل کمشنر کو اسواسطے مستعفی ہونا پڑا کہ اُسکی نسبت مال مسروقہ کا خریدنا عدالت سے ثابت ہو گیا تھا ✦

جدید انتظام پولیس کی روسے پٹیالہ میں انسپکٹر پولیس کی ضرورت تھی اسلئے پیشگاہ مہاراجہ صاحب بہادر سے امانت علی خان نائب داروغہ باغات سرکاری انسپکٹر پولیس پٹیالہ مقرر ہوئے ہیں ✦

راولپنڈی واٹر ورکس کو بہت زیادہ عرصہ گذر گیا مگر تا حال لوگوں کو پانی تقسیم نہیں ہوا۔ اور نہ اُمید ہو کہ جلدی تقسیم ہوگا ✦

تاروں کی خبریں

لنڈن ۲۷ جنوری۔ سر جان گورسٹ کا مسودہ کونسل ہائے ہند پہلی دفعہ ہوس آف کامنز میں پڑھا گیا ✦

لسبن ۲۷ جنوری۔ جنرل ڈوگنہا جدید گورنر گوآ اپنے عہدہ کا چارج لینے کے لئے روانہ ہوئے ✦

لنڈن ۲۸ جنوری۔ مسٹر بریڈلا کی حالت پھر تبدیل ہو گئی۔ اور نہایت ہی نحیف ہو رہے ہیں۔ کل رات ہوس آف کامنز میں ایک رزولیوشن مشتہر کئے کہ ہوس آف کامنز کے روزنامچوں سے وہ رزولیوشن قلمزد کیا جاے جو سنہ ۱۸۸۵ء میں اس غرض سے پاس ہوا تھا کہ مسٹر بریڈلا کو حلف اُٹھانے سے منع کیا جاے۔ اتفاق رائے سے منظور ہوا ✦

کلکتہ ۲۸ جنوری۔ ہز امپیریل ہائینس ولیعہد زار نے آج چڑیا خانہ اور بوٹانیکل باغوں کا ملاحظ فرمایا۔ آپ آج شام سر چارلس الیٹ لفٹنٹ گورنر کے یہاں دعوت کھائینگے ✦

کلکتہ ۲۸ جنوری۔ غیر معمولی گزٹ میں مشتہر ہوا ہو کہ لارڈ وثلاک کو نائیٹ گرینڈ کمانڈر انڈین امپایر کا اور لیڈی وثلاک کو امپیریل آرڈر آف دی کرون آف انڈیا کا خطاب دیا گیا ہو ✦

الہ آباد ۲۸ جنوری منتخب کمیٹی مسودہ قانون عمر رضامندی پر غور کرنے کے لئے ہفتہ آئندہ میں نشست اختیار کریگی ✦

کلکتہ ۲۷ جنوری۔ ۹ ماہ حال کو حضور والیسرائے ڈفرن فنڈ کے سالانہ جلسہ میں صدرنشین ہونگے۔ آنریبل سر انڈرو سکوبل رپورٹ پیش کرینگے اور حضور لفٹنٹ گورنر اور مہاراجہ صاحب بتیا سپیکر ہونگے ✦

بنگلور ۲۸ جنوری۔ ولیعہد زار کا میسور کو جانا اس لئے قرین قیاس نہیں ہو کہ مہاراجہ دیوان اور برٹش رزیڈنٹ دورہ پر ہیں جہانسے وہ دو ماہ تک واپس نہیں آئینگے ✦

لنڈن ۲۹ جنوری۔ مارکوئیس آف ڈفرن اور لارڈ ڈلہوزی سال ۱۸۹۱ء کیواسطے اورنیشل کانگریس کے اوزیری پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ✦

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

اعلیٰ درجہ کے دیسی عیسائیوں کے لڑکوں کے لیے

ایک بورڈنگ سکول

پرنسپل .... پادری آئی کارفیلڈ صاحب۔

ہیڈ ماسٹر ...... بابو آئی سی سنگھا صاحب۔

سکنڈ ماسٹر ...... بابو ڈی این بوس صاحب بی اے

مدرس زبانہائے مشرقی۔ مولوی قطب الدین صاحب بی او ایل

تھرڈ ماسٹر ...... منشی نہال چند صاحب۔
اور چار اور مددگار مدرس

کل فیس ...... پانچ روپیہ آٹھ آنہ ماہوار

۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء میں سال تعلیمی یکم مارچ سے شروع ہوگا جو اصحاب اپنے لڑکوں کو بھیجنا چاہیں انکی خدمت میں التماس کی جاتی ہو کہ تاریخ مذکورہ الصدر سے پہلے پہلے فیصلہ کر کے عین تاریخ پر لڑکوں کو بھیجدیں +

درخواستوں کے نمونے جناب پرنسپل صاحب سے دستیاب ہو سکتے ہیں +

جو طلباء سال ہذا کے امتحان مڈل میں کامیاب ہوکر سکول میں داخل ہوں یا انہوں نے امسال سکول سے امتحان مڈل پاس کیا ہو۔ ان سب کو بطور جانچ کے ایک امتحان لیا جا کر جو طالب علم بلحاظ مقابلہ اول نمبر ہوگا۔ اسکو وظیفہ تعدادی ۵ روپیہ ماہوار کا عطا ہوگا +

ضرورت

مدرسہ ہذا کے لئے ایک عیسائی اُستاد کی ضرورت ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ۲۰ سے ۳۰ روپیہ تک دیجائیگی درخواست معہ نقول اسناد صاحب پرنسپل کی خدمت میں آنی چاہئیں +

دستخط پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

نوٹس جائداد

تعدادی ایک لاکھ

یہہ نوٹس اسواسطے دیا جاتا ہو تاکہ ہر ایک خاص و عام کو آگاہی ہوجائے اور بعض صاحبان کو آگاہی ہو بھی کہ برادرم خورد محمد افضل خان ۱۰ تاریخ ماہ دسمبر ۱۸۹۰ء کو بمقام لودیانہ جائداد تعدادی ایک لاکھ روپیہ کی چھوڑ کر فوت ہوگیا ہو جس کا حقدار میں ہوں۔ ہر ایک شخص کو واضح اور روشن رہے کہ تاوقتیکہ میرا فیصلہ عدالت سے نہ ہو کوئی جائداد متوفی کے بیع یا رہن کا قصد نہ کرے جیسا کہ زمین قیصر گنج میں کیا تھا۔ اور یہہ بھی واضح رہے کہ مسماۃ بی بی حور زوجہ چہارم پدرم منشی بخش اللہ خان بخشی مرحوم ساکن لودیانہ نے اپنا عقد نکاح ہمراہ ڈپٹی یار محمد خان مقیم گجرات کے کیا ہو۔ لہذا مسماۃ مذکورہ کا بھی بموجب شرع محمدی کوئی حق جائداد پدرم منشی بخش اللہ خان بخشی و برادرم محمد افضل خان متوفیان پر نہیں ہو +

المشتہر

عظیم خان خلف منشی بخش اللہ خان بخشی مرحوم ساکن لودیانہ از کوٹلی باجوہ نارووال

آگاہی

ایک نوجوان بنام پربھو داس جسنے گذشتہ ماہ اگست بمقام لاہور بپتسما پایا اور مشن کے متعلق کالپورٹر کے کام پر ملازم تھا شتہ حالات میں معہ قیمت کتب جو ماہ گذشتہ میں فروخت ہوئیں اچانک فرار ہوگیا ہو لہذا ہر ایک مشنری اور کارگذاران مشن کو اطلاع دیجاتی ہو کہ ایسے شخص پر نگاہ رکھیں۔ اُسکا حلیہ حسب ذیل ہو۔ اسکا نام قبل از بپتسما شیو ناتھ تھا۔ یہہ گور گھسائی فرقہ کا ایک سادھو یا فقیر تھا۔ اسکا قد ۵ فٹ ۷ انچ ہو۔ اور عمر قریب پچیس برس۔ گندمی رنگ۔ داغ چیچک کم نما۔ بھاری چہرہ۔ داڑھی مونچھ ندارد۔ قبل بپتسما اسکے کانوں میں کانچ کی مندرائیں تھیں جنکے باعث کان زیادہ پھٹے اور بڑھے ہوئے ہیں۔ آواز بھاری ہو۔ دو رریواڑی کا باشندہ ہو +

اشتہار

پرسبٹیرین مشن کلارک آباد کے لڑکیوں کے یتیم خانہ کے لئے ایک سرگرم مسیحی مشیرن کی ضرورت ہو۔ اگر بیوہ ہو اور اسکے لڑکے بالے نہ ہوں تو بہتر ہو۔ چالیس برس سے کم عمر نہ ہو۔ درخواست لیڈی سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ لڑکیاں کلارک آباد کے نام بھیجنا چاہیے +

لودیانہ

لوکل نامہ نگار لکھتے ہیں کہ کوچہ لالو مل متصل چوڑا بازار میں کوئی لالٹین نہ ہونیکے باعث اندھیری رات میں لوگوں کو گذرنے میں بڑا خطرہ اور تکلیف ہو۔ جو بدرو متصل چاہ لالو مل بہتی ہو اُسکے پٹ وغیرہ شکستہ ہیں نامہ نگار خود بھی ایک بار گر پڑے مگر بچ گئے میونسپل کمیٹی کی توجہ سے وہاں ایک لالٹین لگوا دی جائے اور بدرو پر پٹ لگوا دیئے جائیں از راہ کا آرام متصور ہوگا +

یکم فروری کو صبح سے آسمان ابر غلیظ سے محیط تھا۔ قطرے تقاطر ہوا۔ تمام دن بشدت تیز و تند ہوا چلتی رہی۔ دو روز سے آسمان ابر و غبار آلودہ ہو۔ سردی کم نہیں ہوئی آفتاب بہت کم نظر آتا ہو عجیب موسم ہو۔ بہرحال صحت اچھی ہو +

واسطے پادری ای پی نیوٹن صاحب کے امریکن مشن پریس لودیانہ میں مسٹر آیم والی صاحب منیجر کے اہتمام سے چھپا